

اداریہ:

عہد حاضر اور ہم

کہاں سے ابتداء کروں کہاں پہ انتہا کروں کہاں سے لاؤں زباں یارب کیسے تری ثناء کروں میری سوچ محدود سی میرے قلم میں اتنی سکت نہیں کہ تیری بڑائی بیاں کروں اور اس بیاں سے دفاع کروں الحمد للہ مجلہ علوم اسلامیہ کے پانچ سال مکمل ہو گئے، دسواں شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، علمی و مذہبی مجلات کی کمرشل نقطہ نظر سے کوئی مارکیٹ نہیں ہے، پابندی سے جن مجلات کا اجراء ہو رہا ہے، ان کی پشت پر یا تو کوئی جماعت ہے یا ادارہ ہے، ہماری پشت پر نہ کوئی مذہبی جماعت ہے۔ نہ سیاسی و مذہبی ادارہ ہے، نہ سیاسی و سرکاری سپورٹ، حتیٰ کہ بعض اشتہارات دینے والے ایک صاحب نے ۲۰۰۶ء سے مسلسل مطالبہ کے باوجود کسی بھی اشتہار کی رقم ادا نہیں کی ہے۔ ہمارے پاس نہ مریدین کا کوئی لشکر ہے نہ معتقدین کا جم گھٹا۔

ان تمام تر کمزوریوں کے باوجود ایک طاقت ور ”رب العالمین“ کی ذات ہمارے ساتھ ہے، جس نے ہمیں اس علمی خدمت کے لئے منتخب کیا اور ہم نے ذاتی تنخواہوں اور بعض احباب کی وقفوں کا کئی عنائیوں کے طفیل یہ پانچ سال مکمل کئے اور علوم اسلامیہ کے چار سوسا ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل دس شمارے جاری کئے، اس موقع پر قلمی معاونت کرنے والے دوست بھی شکر یہ کے مستحق ہیں اور اشتہارات عنایت کرنے والے بھی۔

ہماری کوشش کے متعدد مقاصد تھے، ایک طرف انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ کا لجز کراچی سندھ کے ممبران کے اعتماد پر اترنا جنہوں نے ۲۰۰۵ء میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو پہلے دو تہائی اکثریت سے صدر منتخب کیا، اب بلا مقابلہ ہمارے پیٹیل کو کامیاب کیا اس پر میں کراچی کے ۲۵۰ سے زائد گورنمنٹ و پرائیویٹ کالجز کے اسلامیات کے پروفیسرز کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

دوسرا مقصد اساتذہ کو ان کے اصل فریضہ کی جانب متوجہ کرنا تھا، یعنی تصنیف و تالیف کی طرف الحمد للہ ہمارے مجلہ کو یہ اعزاز حاصل ہے بہت سے وہ اساتذہ جنہوں نے اس سے قبل کبھی نہیں لکھا تھا پابندی سے مقالات لکھ رہے ہیں۔ (HEC کی شرائط کی مجبوری کے تحت بعض اساتذہ کے نام مجلہ کی ادارت سے نکالے گئے ہیں، لہذا پیشگی معذرت خواہ ہیں)

قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد مقابلہ سیرت کے لئے پچھلے پانچ سالوں سے ہمارے ساتھی مقالات لکھ رہے ہیں اور مسلسل اعزازات حاصل کر رہے ہیں۔ ہماری مساعی کے نتیجے میں الحمد للہ ۱۵ سے زائد اساتذہ ایم فل / پی ایچ ڈی کے لئے تیار ہوئے، بعض کو ڈگریاں ایوارڈ ہو چکی ہیں، بعض منتظر ہیں۔

اساتذہ کے لئے ہم نے اسٹیج بھی فراہم کیا، پانچ سالوں میں تین صوبائی سطح کی سیرت کانفرنسیں منعقد کیں، چوتھی انشاء اللہ جنوری ۲۰۱۰ء میں منعقد ہو رہی ہے، اور آٹھ سیمینارز، ورکشاپ، اور تربیتی نشستیں منعقد کیں، جن میں اساتذہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور مختلف شعبہائے حیات کے نمائندوں کو کئی سو ایوارڈز (سیرت النبی ﷺ ایوارڈ، حسن کارکردگی ایوارڈ، یادگاری ایوارڈ، بچوں کے لئے ایوارڈ) دئے گئے۔ ۱۰-۲۰۰۹ء کے منشور میں ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ بھی یہ تمام ہمہ جہت پروگرام حتیٰ الوسع زیادہ سے زیادہ اور بہتر سے بہتر انداز میں جاری و ساری رہیں گے۔ بقول شاعر:

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے مجھے ناکامیوں پر اٹک برسانا نہیں آتا
وہ جن کی نظریں جم جاتی ہیں مستقبل کے چہرے پر انہیں ماضی کی بے رحمی کو دھرانا نہیں آتا
ان ہی مقاصد کے پیش نظر ۲۰ دسمبر ۲۰۰۸ء کو اسلامیہ سائنس کالج میں ”علامہ سید سلیمان ندوی حیات و خدمات“ پر ان کی وفات کی مناسبت سے ایک سیمینار منعقد کیا (جس کی تفصیل اسی مجلہ کے ”گوشہ انجمن“ میں صفحہ ۳۹۵ پر موجود ہے)

جس میں علامہ کے صاحبزادہ ڈاکٹر سید سلیمان ندوی جو کہ ساؤتھ افریقہ سے تشریف لائے تھے ہمارے مہمان خصوصی تھے اور ڈاکٹر شبیر احمد جو آسٹریلیا سے تشریف لائے تھے مہمان عزازی تھے اور ناؤان ناظم صدر جلسہ تھے، پروفیسر مبین اختر پرنسپل اسلامیہ کالج اور پروفیسر مفتی محمد عمار کی کوششوں سے منعقدہ سیمینار میں علامہ کی شخصیت پر جو مقالات اردو، عربی، انگریزی، سندھی میں پیش کئے گئے یا تحریر کئے گئے وہ اس خصوصی شمارہ کی زینت ہیں۔

دوسرا سیمینار 13 جنوری ۲۰۰۹ء کو ”مولانا محمد علی جوہر حیات و خدمات“ کے عنوان سے ان کی تاریخ وفات کی مناسبت سے منعقد کیا گیا (جس کی تفصیل اسی مجلہ کے گوشہ انجمن میں صفحہ ۳۹۸ پر موجود ہے) مہمان خصوصی صوبائی وزیر جناب رؤف صدیقی صاحب صدر جلسہ

پروفیسر چائلز جناب اخلاق صاحب جامعہ کراچی مہمان اعزازی بزرگ بیرو ڈاکٹر قاری فیوض الرحمن صاحب اور ڈاکٹر ناصر الدین ڈاکٹر ایکٹرا ایگزیکٹو مینشن جامعہ کراچی وغیرہ تھے، انتظامی امور کی ذمہ داری پروفیسر ڈاکٹر شمس سلطانہ صاحبہ نے انجام دی۔

مولانا محمد علی جوہر بڑے قابل، بڑے مخلص اور بڑے درد مند مسلمان تھے، ایک جملہ میں ان کی شخصیت کو بیان کرنا ہو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک تڑپتا ہوا پارہ سیلاب ایک برق تپان اور آتش ہمہ سوز تھے، وہ اردو کے ادیب و شاعر تھے، اور انگریزی زبان میں ان کا قلم بقول ایچ جی ویلز، مکالے کا قلم اور ان کی زبان برک (ایڈمنڈ برک انگریزی زبان کا سب سے بڑا مقرر) کی زبان تھی۔ سیاست کے علاوہ وہ میدان صحافت کے بھی نامی گرامی شہسوار تھے اور ان کا انگریزی اخبار ”کامرید“ انگریزی صحافت کا ایک موقر نام تھا، جس کی دھاک انگریزوں پر بھی بیٹھی ہوئی تھی، ٹائم (لندن) کے ادارے ”جو آس آف دی ٹرس“ کے جواب میں ان کا مدلل مگر آتشیں اداریہ ان کے قلم کی بہترین پرواز کا نمونہ تھا۔ ان کے ہیجان خیز اداریے نے برطانوی استعمار کے کنگرے ہلا دیئے تھے، مولانا کی قابلیت، ان کا خلوص اور ملکی درد مندی شک و شبہ سے بالاتر تھی، یہ ان کا ہی دم تھا کہ خلافت کی تحریک طوفان برق و باران بن کر اٹھی اور چھا گئی، برصغیر کی آزادی دیگر محسنین کے ساتھ ان کی بھی مرہون منت ہے۔ اس قومی ہیرو کی شخصیت کو اجاگر کرنے کے لئے سیمینار کا انعقاد کیا گیا یاد رہے اس سے قبل علامہ شبیر احمد عثمانی پر بھی سیمینار کا انعقاد کر کے مقالات شائع کر چکے ہیں۔

انجمن اساتذہ علوم اسلامیہ اور شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی کے زیر اہتمام ۳۱ جنوری ۲۰۰۹ء کو سیمینار کا پہلا سیشن طلباء کے درمیان مولانا محمد علی جوہر گورنر پر مشتمل تھا، جس میں اول، دوم، سوم طلباء کو خصوصی انعام دیا گیا۔ دوسرا سیشن معروف ڈاکٹر ز پروفسور اور اسکرولرز کے تحقیقی مقالات پر مشتمل تھا، اس کے علاوہ پروفیسر ذریعہ قاضی صاحب (نواسی مولانا جوہر) کے فراہم کردہ مواد سے پروفیسر سیال صاحب کی تیار کردہ مولانا پر ایک ڈاکو میٹری دکھائی گئی۔ سیمینار کے اختتام پر مہمانوں کی تواضع کا انتظام کیا گیا۔

معزز قارئین: آج ملک بری طرح استعماری قوتوں کے ہاتھوں پر مغال بن چکا ہے کسی کی ہماری جغرافیہ تبدیل کرنے پر توجہ ہے، کوئی ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی پر نظر رکھے ہوئے ہے، کوئی

ہماری مذہبی شناخت کو ختم کرنے کے درپہ ہے، کوئی انٹرنیشنل دہشت گردی کا مرتکب ہے، تو کوئی ملکی و علاقائی دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے، ظاہر ہے اس صورت حال میں بحیثیت پاکستانی کوئی بھی نہ مطمئن ہے نہ محفوظ ہے، کون کس کا آلہ کار ہے جتنی طور سے کوئی فیصلہ سنا دینا ناممکن ہے، ان حالات میں ملک کی نظریاتی حفاظت ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ بقول شاعر:

اسلام کی بنیاد پہ یہ ملک بنا ہے اسلام ہی اس ملک کا سامان بقاء ہے
بنیاد پہ قائم نہ رہے گا تو فنا ہے دنیا کی نگاہوں سے نہیں یہ بات مستور
اسی جذبہ کے تحت تیسری صوبائی سیرت کانفرنس ۲۰۰۸ء کا عنوان ”استحکام پاکستان کی
بنیادیں سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں“ رکھا گیا اور کانفرنس میں پیش کردہ مقالات جنوری ۲۰۰۹ء
میں مجلہ علوم اسلامیہ کے سیرت نمبر کی شکل میں شائع کئے گئے۔

اب جنوری ۲۰۱۰ء میں اسی حوالہ سے چوتھی سالانہ صوبائی سیرت النبی ﷺ کانفرنس
منعقد کی جا رہی ہے جس کا عنوان ہے:

”اعتدال پسندی اور تبلیغ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں“

کانفرنس میں پیش کردہ مقالات انشاء اللہ مجلہ علوم اسلامیہ کے سیرت نمبر کی صورت
میں فروری ۲۰۱۰ء میں شائع ہوں گے۔ آج ملک جن حالات اور فتنوں سے گزر رہا ہے اس میں
کوئی رول ادا کرنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے، ہر طرف آگ، دھواں، دھماکے اور تباہی کے
مناظر ہیں۔

لَا يَكْفِيُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا (۱)

کہ قرآنی ارشاد کے مطابق ان فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا
طالب ہونا چاہئے، اور اسی جذبہ کے ساتھ آگے بڑھنے کی کوششوں کو جاری و ساری رکھنا چاہئے،
میرے محبوب وطن تجھ پہ اگر جاں ہونٹار میں یہ سمجھوں گا ٹھکانے لگا سرمایہ تن
تجھ سے ہے میری تمناؤں کی دنیا پر نور عزم میرا کبھی میرے ارادے ہیں غیور
میری ہستی میں اتنا ہے میری پستی میں شعور اے وطن پاک وطن اے مرے پیارے وطن
اور مولانا محمد علی جوہر کے الفاظ میں (معمولی سی تبدیلی کے ساتھ) یوں دعاء گور ہونا چاہئے:
ے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعاء ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

وہ دیں جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے (۲)
 اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے تو ہی ہمارا دنیا و آخرت میں سرپرست ہے،
 ہمیں مسلمان کی موت عطا فرما اور نیک لوگوں میں شامل فرما ﴿آمین﴾
 فاطر السموات والارض انت ولسی فی الدنيا والاخرہ
 توفی مسلما و الحقنی بالصالحین (۳)

مولانا جو ہر لکھتے ہیں اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ میرا دل ساڑھے چھ سال کی نظر بندی اور قید
 کے زمانے میں ایک لمحے کے لئے بھی مایوس نہ ہوا۔ مجھے تیری ذات پر پورا بھروسہ تھا اور اس بات
 کا یقین کہ مجھے دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ حضرت یوسف جن کو مجھ سے زیادہ قید
 کی سختیاں جھیلنی پڑی تھیں، بالآخر وہی ایک دن اس ملک کے فرماں رواں ہوئے:

و كذلك مگنا لیوسف فی الارض یتبوا أمنها حیث یشاء
 نصیب برحمتنا من نشاء ولانضیع اجر المحسنین (۴)

میرے سامنے کنعان کے مقدس و محترم قیدی کی پوری تاریخ تھی اور جانتا تھا کہ تو قید و
 بندی سختیوں کو بادشاہت کے جلال و جبروت سے بھی بدل سکتا ہے۔ اسی لئے جب قید فرنگ پر قید
 تنہائی مستزاد کی گئی تو میں نے پورے غرور اور گھمنڈ کے ساتھ عرض کیا تھا:

ارض و سما نہ دشت و جبل تاب لاسکے وہ تھے ہمیں کہ بار امانت اٹھا سکے
 ہو مستزاد قید پہ تنہائی بھی تو کیا ہے بات جب کہ یاد خدا بھی نہ آسکے
 اگلا ساز و شور جنوں میں نہ ہو مگر اتنا تو ہے کہ عرش کو اب بھی ہلا سکے
 کیونکہ اس تاریک کوٹھری میں بھی تو ساتھ تھا اور وہ تیرا ہی خیال تھا جس کے متعلق لکھا تھا:

تسکلیں وہ اسیر قفس تھا خیال گل دو چار دن میں آپ طبیعت ٹھہر گئی
 اور وہ تیرے ہی عرش تک مرغ خیال کی بلند پروازی تھی جس نے صیاد کو طعنہ دیا تھا کہ:
 صیاد کیا ہوئی وہ تری خوئے احتیاط مرغ خیال کے نہ مرے پر کتر گئی
 اور وہ تیری ہی یاد تھی جس پر یوں اظہار تشکر کیا گیا تھا کہ:

اے یاد یار تیری رفاقت رہے گی یاد آئی تھی یاس بھی شب ہجران مگر گئی
 میں اپنی کھوئی پونجی لے کر بازار جہاں میں نکلا ہوں جو چند ارادوں اور چند افکار سے
 زیادہ نہیں ہے۔ اس کے سوا میرے ہاتھ خالی ہیں، نہ تو میری جیب میں دولت ہے، جس کا مجھے

غرور ہو، نہ میرے پاس طاقت ہے، جس کا مجھے کھمنڈ ہو، نہ اعوان و انصار کی کوئی فوج ہے، جس پر مجھ کو بھروسہ ہو ایک تیری ذات ہے، جس پر تکیہ اور سہارا ہے اور یہ اتنا بڑا بھروسہ اور اتنا بڑا سہارا ہے کہ اگر دنیا کی ہر ایک چیز مجھ سے چھین لی جائے، میرا تمام ساز و سامان بے سرو سامانیوں سے بدل جائے اور دنیا مجھ سے الگ کر دی جائے تب بھی جب تک تجھ پر بھروسہ کرنے کی توفیق شامل ہے میں اپنے آپ کو بہت بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں۔ البتہ مشکلات سفر کو بڑھانے کے لئے ایک نفس امارہ بارگردن ہے جس سے نجات کی تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں،

وما ابرئ نفسی ان النفس لا مارة بالسوء الا مارحم

ربی ان ربی لغفور رحیم (۵)

پچھا چھڑالیں جو اس نفس سے تو پھر فارغ ہوں خوب بے سرو سامانیوں میں ہم اے رب قدر اور خدائے بصیر و خیر، تو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں اور نیتوں کے اندرونی حسن و قبح سے واقف ہے، تو جانتا ہے کہ میرا ارادہ تیرے دین اقدس کی حفاظت، تیرے رسول ﷺ کی امت کی حمایت اور ہندوستان کی محکوم و مظلوم مخلوق کی خدمت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ تمام دنیائے اسلام اغیار کی محکومی سے آزاد ہو کر صرف تیری غلام بن جائے اور تیرے سوا اس کی گردن کسی دوسرے کے آگے نہ جھکے اور سرزمین (پاکستان) کی بسنے والی مخلوق بھی اپنی قسمت کی آپ مالک بن جائے اور یہ جو جانوروں کی مانند اجنبیوں کی غلامی کا جو اپنی گردنوں پر ہم نے رکھ چھوڑا ہے اس کو سب متفق و متحد ہو کر اتار پھینکیں اور نہ صرف (پاکستان) بلکہ عالم اسلام و عالم انسانیت کے تمام افراد کو جبر و اکراہ سے نجات ملے اور وہی فطرت جس کے متعلق تو نے ارشاد فرمایا ہے:

فطرة الله التي فطرة الناس عليها (۶)

سب کو اسی دربار تک پہنچادے جہاں سے آدم کو

انی جاعل فی الارض خلیفة (۷)

کا خلعت فاخرہ عطا ہوا تھا اور انسان اپنی اصلی حالت پر آجائے جس کی نسبت تو نے

مایا ہے کہ

کان الناس امة واحده (۸)

لیکن یہ صرف خواہشیں اور آرزوئیں ہیں اور آرزوؤں سے کب پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں ہمارا ساتھ دے اور تیرا لطف و کرم شامل حال ہو جائے تو بیشک ہمارا

تاریک راتیں صبح نور سے بدل سکتی ہیں اور غلامی کی شب ظلمت کا فور ہو سکتی ہے۔ رب الارباب تو مجیب الدعوات ہے اور تیرا ارشاد ہے کہ:

امن یجیب المضطر اذا دعاه ویكشف السوء (۹)

جو تجھے دل کی تڑپ اور بے قراری کے ساتھ پکارتا ہے تو اس کی سنتا ہے اور اور اس کے درد دل پر مرہم رکھتا ہے۔ تیرے محبوب فداہ ابی وامی نے ہم کو بتلایا ہے کہ جو تیرے حضور میں حاضر ہونے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو اس سے زیادہ اس کی جانب بڑھتا ہے:

من تقرب الی شبر تقربت الیہ ذراعاً (۹)

اگر کوئی ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک گز اس سے قریب ہو جاتا ہوں۔

کیا نہ ہوگی میری حاجت روا ☆ جس کا موٹی قاضی الحاجات ہے میری مدد فرما کہ میں اس کی تکمیل کر سکوں جو ارادے اور خواہشیں میرے دل میں مدت سے پرورش پا رہے ہیں ان کی تکمیل کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے وہ عطا فرما کر میرے دل اور دماغ کو نور ہدایت سے منور کر دے کہ جس راستے پر میں گامزن ہوا ہوں اس کے نشیب و فراز کو دور ہی سے دیکھ لوں۔ خداوند! میں چاہتا ہوں کہ دنیا میں کی بسنے والی تیری مخلوق آپس میں متحد و متفق ہو جائے اور چاہتا ہوں تیرے بندے آپس میں بھائیوں کی طرح رہنے لگیں، ایک دوسرے کا گلا کاٹنا چھوڑ دیں، مگر تیرے بندوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اس کے مخالف ہیں۔

تو جانتا ہے کہ میری نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے، میری بصیرت نے میری رہنمائی اسی طرف کی ہے کہ میرے وطن کی مظلومیت اور حکومت کے خاتمہ کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ اگر میں غلطی میں مبتلا ہوں تو مجھ کو سیدھا راستہ دکھلا اور اگر میں نے صراط مستقیم اختیار کیا ہے تو میرے قلم اور میری زبان میں اتنی قوت اور طاقت عطا فرما کہ اپنے گم کردہ راہ بھائیوں کو صحیح اور سیدھے راستے کی طرف لاسکوں۔

خداوند! میرے دل کو خوف ماسوا اللہ سے پاک کر دے اور صرف اپنے خوف و خشیت کے لئے اس کو چین لے تاکہ دنیا کی کوئی طاقت اور شاہانہ غرور و تمکنت کی خوفناک نمائش بھی میرے کمزور قدموں کو جادۂ صداقت سے ڈگمگانہ سکے۔ اے میرے بے نیاز مالک اور کمزوروں کو طاقت

اور ناتوانوں کو توانائی بخشنے والے یاحی یا قیوم میرے دل کو قوت صبر و برداشت سے بھر دے اگر ابتلاء و آزمائش کی نمودی آگ کے شعلوں میں ہزار دفعہ بھی ڈالا جاؤں تو زباں سے:

ولنصبرن علی ما اذیتموننا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون (۱۰)

کے سوا کچھ بھی نہ نکلے یعنی جتنی بھی اذیتیں تم نے ہمیں دیں ہم ان پر صبر کرتے ہیں اور آئندہ بھی صبر کرتے رہیں گے، اور توکل کرنے والوں کو صرف اللہ ہی پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہئے، میرے پروردگار مجھ کو اپنے نعم العباد اچھے بندے حضرت ایوب علیہ السلام کے راستے پر چلنے کی توفیق دے جن کے متعلق تو نے فرمایا ہے کہ:

انا وجدناہ صابرا نعم العبد (۱۱)

یعنی ہم نے ان کو بڑا ہی صابر پایا اور وہ کیا ہی اچھے بندے تھے۔

خداوند مجھ کو صبر و استقامت کا پہاڑ بنا دے کہ اگر جرمِ حق پرستی میں ظلم اپنے علم کا نشانہ مجھ کو بنائے اور میری روح کو میرے جسم سے علیحدہ کرنا چاہئے تو مجھے حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے فرزند صالح کی تقلید کی توفیق عطا فرما جس نے اپنے بھائی کے ارادہ قتل پر کہا تھا:

لئن بسطت الی یدک لقتلنی ما انا بباطل یدی الیک

لا قتلک انی اخاف اللہ رب العالمین (۱۲)

اگر میرے قتل کے لئے تو ہاتھ چلائے گا تب بھی میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا اس لئے کہ میں خدائے رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

خدا یا راہ خداوندی میں ایثار و قربانی کرنے کی وہ ہمت و عزم اور صبر و استقامت عطا فرما جو ابراہیم اور ان کے بیٹے اسمعیل کو تو نے عطا فرمائی تھی کہ جب حضرت ابراہیم نے خدا کی راہ میں ان کی قربانی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو مردانہ وار حضرت اسمعیل کہہ اٹھے تھے:

یا بت افعل ماتؤ مرستجدنی ان شاء اللہ من الصابریں (۱۳)

اور جو فدویت اور جاں فروشی کی روح امام مظلوم حضرت عثمان غنیؓ شہید اور حسینؓ ابن علیؓ کو اپنے اجداد ابراہیمؑ و اسمعیلؑ، محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین سے ملی تھی اور کرب و بلا کے ریگزار میں جس کے ظہور کی تو نے ان کو توفیق دی تھی اسی عزم و استقلال اور اسی صبر و استقامت کی عاجزانہ درخواست میں بھی کرتا ہوں گو میں جانتا ہوں کہ بہت ممکن ہے کہ جن کی طرف میں دوستی کا ہاتھ بڑھاؤں وہ دشمنی کا دار کریں، میں جن سے ملوں وہ مجھ سے بھاگیں، میں جن سے شیریں کلامی سے

پیش آؤں وہ سخت زبانی سے جواب دیں مگر اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو وہ علم اور درگزر عطا فرما جو کمزوری کے شائبہ سے پاک ہو اور جس کی تعمیر تو نے ”عزم امور“ سے فرمائی ہے:

ولتعلمن من الذین اوتوا الكتاب من قبلکم ومن الذین
اشركو اذی کثیرا وان تصبر و اوتتقوا فان ذلک من
عزم الامور. (۱۴)

اے مسلمانو! تم اہل کتاب اور مشرکین سے ایذا کی باتیں بھی ضرور سنو گے لیکن اگر صبر و پرہیزگاری سے کام لیتے رہو تو بڑی ہمت کا کام ہے۔

جو ہر وہ صبر آپ ہی دے گا اگر ہمیں ☆ ہے اعتبار وعدہ صبر آزمائے دوست
اس لئے میرے معبود اور اے کائنات عالم کے پروردگار میں تجھ سے دولت کے انبار
اور زرد جو اہر کے ڈھیر نہیں مانگتا۔ میں تو تجھ سے صبر و استقامت کی درخواست کرتا ہوں ایک
دردمند اور عاجز بندے کی طرح ظلم و ناانصافی کے خلاف حق و صداقت کے ہتھیاروں سے جنگ
کرنا چاہتا ہوں۔

خداوند اے تو دل کے چھپے ہوئے بھیدوں اور پردہ ہائے قلب کے رموز و اسرار کا علیم و خبیر
ہے اگر میرے دل میں کچھ کھوٹ ہو تو پنے لطف بندہ پروری سے اس کو دور کر اور میری نیت،
میرے قول اور میرے عمل کو صدق و صفا کے زیور سے آراستہ فرما دے تاکہ صداقت و راستی کا دریا
میرے قلب کی گہرائیوں میں موجزن ہو جائے کیونکہ تو حق پرستی کو دوست رکھتا اور صداقت و راستی
کو پیار کرتا ہے۔ میرے مالک اور میرے آقا میرا ملک میری قوم جو کروڑھا نفوس پر مشتمل ہے
خانہ جنگی میں مبتلا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تیری نصرت بخشی میرا ساتھ دے اور میں اپنی قوم اور اپنے
ملک کو اس ہلاکت و بربادی کے دوزخ سے نکال کر صلح و سلامتی اور امن و آشتی کے بہشت زار
حیات میں لاکر کھڑا کر دوں اور (پاکستان) جو سا لہا سال سے آپس کے لڑائی جھگڑوں سے جنم
کدہ فساد بنا ہوا ہے وہ پھر جنت نشان بن جائے۔ گو حالت نہایت یا اس افزا اور مایوس کن ہے مگر
اے وہ ذات پاک کہ: یخرج المیت من الحی (۱۵)

تیری شان سے میں مایوس نہیں ہوں اور کیوں کر مایوس ہو جاؤں جبکہ مژدہ:

لا تقنطوا من رحمة اللہ (۱۶) اور فرمان لا تینسوا من روح اللہ (۱۷)

موجود ہے۔ پس اے مایوسی کو کامیابی، ناامیدی کو امید اور ناسرا دی کو کامیابی و کامرانی

سے بدل دینے والے قادر ذوالجلال ہم پر رحم کر، تو نے ابراہیم کو نمرود سے نجات دلانی، موسیٰ کو فرعون سے چھٹکارا دلایا، ہم بھی مظلوم ہیں اور محکوم، ہم کو بھی غلامی کی زنجیروں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے پاک اور روحانی طاقت عطا فرمائی یعنی ہمارے قلوب کو سمندروں کا سا جوش و خروش، پہاڑوں کی سی مضبوطی اور عزم و وقار اور زمین کی سی عجز و قناعت اور تحمل و برداشت مرحمت فرماتا کہ آزادی کی منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے ہم کسی کوشش سے دریغ نہ کریں اور نہ کسی ناکامی و نامرادی سے نہ گھبرائیں اور انہیں کی تقلید کریں جن کے بارے میں تو نے فرمایا ہے:

فما وھنو الما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ
یحب الصابرين (۱۸)

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم (۱۹) ﴿آمین ثم آمین﴾

زمانہ منقلب ہے انقلاب آیا ہی کرتے ہیں اندھیرے رات میں کچھ دیر کو چھلایا ہی کرتے ہیں
خزاں کے بعد دور فصل گل آتا ہے گلشن میں چمن والوں خزاں میں پھول مرجھایا ہی کرتے ہیں
جنہیں آتا ہے مرنا اپنی عزت اور اصولوں پر وہ اپنی برتری دنیا سے منویا ہی کرتے ہیں
آخری بات جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا اور شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو
سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

چیف ایڈیٹر

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

حواشی و حوالہ جات

۱۔	سورہ بقرہ آیت ۲۸۶	۲۔	حالی
۳۔	سورہ یوسف، آیت ۱۰۱	۳۔	سورہ یوسف آیت ۵۶
۵۔	سورہ یوسف آیت ۵۳	۶۔	سورہ الروم، آیت ۳۰
۷۔	سورہ بقرہ، آیت ۳۰	۸۔	سورہ بقرہ، آیت ۲۱۳
۹۔	سورہ النمل، آیت ۱۶۲	۹۔	الحدیث
۱۰۔	سورہ ابراہیم، آیت ۱۲	۱۰۔	سورہ ص، آیت ۲۴
۱۲۔	سورہ المائدہ، آیت ۲۸	۱۳۔	سورہ الصفت، آیت ۱۰۲
۱۴۔	سورہ آل عمران، آیت ۱۸۶	۱۵۔	سورہ الروم، آیت ۱۹
۱۶۔	سورہ الزمر، آیت ۵۳	۱۷۔	سورہ یوسف آیت ۷۸
۱۸۔	سورہ آل عمران، آیت ۱۳۶	۱۹۔	سورہ بقرہ، آیت ۱۷۷